TEHREEK TAHAFFUZ-E-ISLAM

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر

اللہ عزوجل کا انعام

تالیف

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی صاحب

باہتمام

تحریک تحفظِ اسلام

مکتبۂ فیضانِ اشرف

نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی

کتاب کا نام	سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام
مؤلف	مولانا محمد شہزاد قادری ترابی
کمپوزنگ	الریحان گرافکس (0300-2809884)
تعداد	۱۰۰۰ (ایک ہزار)
سن اشاعت	ربیع الغوث ۱۴۲۵ھ بمطابق جون 2004ء
باہتمام	**مکتبہ فیضانِ اشرف** شہید، مسجد کھارادر، کراچی
ناشر	تحریک تحفظ اسلام

کتاب ملنے کے پتے

مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ آرام باغ کراچی فون نمبر 2627897

قطبِ مدینہ پبلشرز، نزد عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ (سابق سبزی منڈی) کراچی، 0300-9249927

مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی یونیورسٹی روڈ نزد پولیس چوکی محلّہ فرقان آباد کراچی فون: 4943368

ضیاء الدین پبلی کیشنز، شہید مسجد کھارادر فون: 2203464

صفہ اسلامک، گلزار حبیب سولجر بازار کراچی

مکتبہ قاسمیہ، برائٹ کار، سبزی منڈی کراچی

مکتبہ بصریٰ، چھوٹکی گٹی حیدرآباد

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، اسٹیڈیم روڈ حیدرآباد

اسلام بک ڈپو، دوکان نمبر 12، گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ مکہ المدینہ، بالمقابل ولایت حسین کالج، جماپورہ کالونی، معصوم شاہ روڈ، لاہور

مکتبہ زاویہ، ستا ہوٹل نزد داتا دربار روڈ، لاہور

مکتبہ قطب مدینہ، صابری مسجد، رنچھوڑ لائن کراچی

مکتبہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ و بک اسٹال، غوثیہ شاپنگ سینٹر، بلدیہ ٹاؤن، ساڑھے چار کراچی

فہرست مضامین

انتساب

اس کتاب کو میں اپنے پیر و مرشد امیر جماعت اہلسنّت، اوز سیز کے ناظم امور، دارالعلوم امجدیہ کے نائب مہتمم ،سینکڑوں مزارات اور مدارس کے سرپرست، مبلغ عالم اسلام حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب مدظلہ العالی کے نام کرتا ہوں جن کے فیض سے میں اس قابل ہوا۔

خادمِ اہلسنّت

الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

کوخط لکھنے کا پتہ

مکتبہ فیضانِ اشرف ،نزد شہید مسجد کھارادر، کراچی

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی کو ملے

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد فاعوذ باالله من الشیطن الرجیم

خدا جل جلالہ ایسی قوت دے میرے قلم میں

کہ بد مذہبوں کو سُدھارا کروں میں

اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کو پیدا فرمایااس کی ہر اشیاء بے مثال ہے ہر نعمت کو پیدا فرمایا اس نعمتوں ان خوبصورت کرنے کے لئے اس کو نکھارا۔

آسمان بنایا تو اس کو چاند، سورج اور ستاروں سے اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھایا۔

انسانوں میں دیکھیں تو ہر قسم کے انسان پیدا فرمائے عقلمند سے عقلمند انسان پیدا فرمائے۔

حیوانات میں اگر ہم دیکھیں تو ایسے جانور زمین کے اندر باہر جنہیں ہم نے کبھی آنکھوں سے دیکھا نہ ہو پیدا فرمائے۔ اگر ہم صرف مچھلیوں کو دیکھیں تو ہر قسم کی خوبصورت سے خوبصورت مچھلیاں ایسا لگے کہ جیسے کسی پینٹر نے اس میں پینٹنگ کی ہو رنگ برنگی مچھلیاں پیدا فرمائیں۔

مگر ہم نے کبھی سوچا کہ یہ ساری کی ساری خدائی یعنی دریا میں روانی دیکھتے ہیں، سمندر میں تغیانی دیکھتے ہیں، آبشار میں نغمات دیکھتے ہیں سورج کی روشنی دیکھتے ہیں، چاند کی خوبصورتی دیکھتے ہیں، ستاروں میں چمک دیکھتے ہیں، یہ سب کس کے لئے ہے۔ کس عظیم ہستی کے لئے اس کو تخلیق کیا گیا ہے؟

تو اس کا جواب اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے بھائی اُستاذِ زمن، شہنشاہِ سُخن مولانا حسن رضا خاں صاحب یوں دیتے ہیں۔

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں

اُنہیں ﷺ دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکاں میں

یعنی مطلب یہ کہ دریا میں روانی حضور علیہ السلام کے لئے ، سمندر میں طغیانی حضور علیہ السلام کے لئے ، آبشار میں نغمات حضور علیہ السلام کے لئے ، سورج میں روشنی حضور علیہ السلام کیلئے ، چاند میں چاندنی حضور علیہ السلام کے لئے ، ستاروں میں چمک حضور علیہ السلام کے لئے الغرض کہ تخلیقِ وجہ کائنات حضور علیہ السلام کی ذات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنے محبوب ﷺ کو اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ ہم اس محبوب ﷺ کی سچی غلامی یعنی اطاعت کریں، ان کی سُنتوں پر عمل کریں، ان کے احکامات پر عمل کریں۔ اطاعت کا مطلب نقشِ قدم پر چلنا ہے جو شخص محبوبِ کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتا ہے وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا ہر مقام پر وہ سُرخرو ہوتا ہے قرآنِ مجید میں جگہ جگہ سرکارِ اعظم ﷺ کی سچی غلامی یعنی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

القرآن: قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ

ترجمہ: ’’تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا‘‘

(سورۃ آل عمران، پارہ ۳، آیت نمبر ۳۲ کا کچھ حصہ)

القرآن: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ.

ترجمہ: ’’جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا‘‘۔

(پارہ ۵، سورہ النسآء، آیت نمبر ۸۰ کا کچھ حصہ)

اس آیت میں حضور علیہ السلام کے حکم کو اِن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کا حکم اور اطاعت قرار دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ توحید کی کُنجی رسالت ہے یعنی توحید ہزار تالوں میں بند ہے اس کی کُنجی یعنی چابی رسالت ہے۔ حضور علیہ السلام کی اطاعت، فرمانبرداری اور غلامی یہ حضور علیہ السلام کی غلامی نہیں بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ’’اے میرے محبوب ﷺ فرمادیجئے کہ یہ اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ تیری اطاعت کریں اللہ اُن کو اپنا محبوب بندہ بنالے گا‘‘۔

اس آیت سے ایک مسئلہ حل ہوگیا بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں، حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام ہیں مگر حضور ﷺ کا حبیب اللہ ہونا کہاں سے ثابت ہے

اس کا جواب مندرجہ بالا آیت میں دیا گیا کہ جو شخص حضور ﷺ کی اتباع کرے، غلامی کرے وہ اللہ کا محبوب بن جائے تو پھر ذاتِ پاک مصطفیٰ ﷺ کا کیا عالم ہوگا۔

الغرض کہ جب مسلمان حضور ﷺ کی سچی غلامی کرتا ہے تو ساری کائنات پر اس کا سِکّہ چلتا ہے۔ ساری دنیا پر اسکے حکم کے تابع ہوجاتی ہے آپ احادیث کی کتابیں دیکھئے کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ السلام کی سچّی غلامی اختیار کی تو پوری کائنات پر وہ حکومت کرتے تھے۔

اب صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات ملاحظہ ہوں کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا حکم مانا تو دنیا پھر اُن کا حکم ماننے لگی۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کی غلامی

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات سے کون ناواقف ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت میں بے شمار کارنامے انجام دے کر تاریخ میں ایک باب رقم کیا آج کل کے دور میں جس طرح امریکہ نام نہاد سُپر پاور ہے اس دور میں قیصر و قصریٰ سُپر پاور ہوتی تھی قیصر و قصریٰ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نام سے کانپتے تھے جدھر آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہِ مبارک اُٹھ جائے وہ ملک فتح و نُصرت پاتا تھا۔ ہر طرف آپ کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا تھا ہر طاقت کو جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اُٹھتی آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے نیست و نابود کردیا۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک وفد بیت المقدس بھیجا وہ وَفد کوئی عام آدمیوں کا نہیں بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وَفد تھا یہ وَفد بیت المقدس پہنچا یہ اُس دور کی بات ہے جب بیت

المقدس پر پادریوں کا قبضہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کو پادریوں کے چنگل سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پادریوں سے کہا کہ ہم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ پیغام لائے ہیں کہ تم لوگ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ سُن کر پادریوں نے کہا ہم لوگ صرف تمہارے امیر المومنین کو دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ جو نشانیاں ہم نے فاتح بیت المقدس کی اپنی کتابوں میں پڑھی ہیں کیا وہ نشانیاں تمہارے امیر میں موجود ہیں؟

اگر موجود ہوئیں تو ہم بغیر جنگ وجدل کے بیت المقدس تمہارے حوالے کر دیں گے یہ سُن کر مسلمانوں کا یہ وفد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپ رضی اللہ عنہ کو سُنایا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا ستر پیوند سے لبریز جُبّہ پہنا، عمامہ شریف پہنا اور جانے کے لئے تیار ہو گئے سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے حضور! وہاں بڑے بڑے لوگ ہوں گے، بڑے بڑے پادری ہوں گے آپ رضی اللہ عنہ اچھے اور نئے لباس پہن لیں۔ ہمارے بیت المال میں کوئی کمی نہیں۔

انسانی فطرت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ جب بندہ کوئی بڑی جگہ جاتا ہے تو وہ اچھا لباس پہنتا ہے تا کہ اُس کا وقار بلند ہو۔

مگر اللہ اکبر! صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ بات سُن کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا اور فرمانے لگے کہ کیا تم لوگ یہ سمجھے کہ عمر کو عزت حکومت کی وجہ سے ملی ہے یا اچھے لباس کی وجہ سے ملی ہے؟

نہیں عمر کو عزت حضور ﷺ کی غلامی کی وجہ سے ملی ہے آپ فوراً سواری تیار کر کے روانہ ہوئے جیسے ہی آپ رضی اللہ عنہ بیت المقدس پہنچے تو حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا حُلیہ مبارک دیکھ کر، سرکار اعظم ﷺ کے غلام کو دیکھ کر پادریوں کی چیخیں نکل گئیں اور حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کے قدموں میں گر پڑے اور ساری بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیں اور کہنے لگے کہ ہمیں آپ سے جنگ نہیں کرنی کیونکہ ہم نے جو حُلیہ فاتح بیت المقدس کا کتاب میں پڑھا ہے یہ وہی حُلیہ ہے اس طرح بغیر جنگ کے بیت المقدس آزاد ہوگیا۔

اُن (ﷺ) کے جو غلام ہوگئے
وقت کے امام ہوگئے
نام لیوا اُن کے جو ہوئے
اُن کے اُونچے نام ہوگئے

دریائے مصر غلامِ مصطفی ﷺ کے اشاروں پر

درِ مصطفیٰ ﷺ کے غلام امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مصر کا دریائے نیل خشک ہوگیا۔ مصری رعایا مصر کے گورنر صحابی رسول حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے امیر! ہمارا یہ دستور تھا کہ جب دریائے نیل خشک ہوجاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو دریا میں زندہ درگور کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے اس کے بعد دریا پھر جاری ہوا کرتا تھا اب ہم کیا کریں؟

گورنر نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اسکے رحمت والے رسول ﷺ کا رحمت بھرا دینِ اسلام ہرگز ہرگز ایسے ظالمانہ اور جاہلانہ فعل کی اجازت نہیں دیتا تم لوگ انتظار کرو میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھتا ہوں وہاں سے جو حکم ملے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ گورنر کا قاصد مدینۃ الرسول ﷺ آیا اور دریائے نیل خشک ہونے کا حال سُنایا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر سُن کر نہ گھبرائے نہ پریشان ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قاصد کو یہ کہہ کر بھی روانہ کر سکتے تھے کہ تم لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرو، نوافل پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ دریائے نیل کو دوبارہ جاری فرمادے میں تو

تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں میرے پاس کیوں آئے ہو بس دُعا کرو عبادت کرو اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم فرما کر دریائے نیل دوبارہ جاری فرد یگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد سے یہ نہ کہا بلکہ نہایت ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ ایک ایسا تاریخی خط لکھا جیسے کوئی آدمی ایک انسان کو خط لکھ کر اس سے مُخاطب ہوتا ہے ایسا تاریخی خط دریائے نیل کے نام لکھا جو تاریخ عالم میں بے مثل و بے مثال ہے۔

الیٰ نیل مصر من عبداللہ عمر بن الخطاب: ام بعد فان کنت تجری بنفسک فلا حاجۃ لنا الیک و ان کنت تجری باللہ فانجر علی اسم اللہ۔

اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہم کو تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا (تو میں امیر المومنین ہو کر تجھ کو حکم دیتا ہوں) کہ تو پھر اللہ تعالیٰ کے نام پر جاری ہو جا۔

(بحوالہ، کتاب: ازالۃ الخفا، جلد دوم صفحہ نمبر 166)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس خط کو لفافے میں بند کر کے قاصد کو دیا اور فرمایا اس کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے چنانچہ جوں ہی آپ رضی اللہ عنہ کا خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریا فوراً جاری ہو گیا اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک خشک نہیں ہوا۔

چاہیں تو اشاروں سے اپنی کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت والوں کی سردار ﷺ کا عالم کیا ہوگا

اللہ اکبر! یہ دریا کب سے خط پڑھنا سیکھ گیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط کو پاتے ہی آپ کے حکم کو پاتے ہی جاری ہو گیا میری سمجھ میں بات یہی آتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آقا ﷺ کے ایسے سچے غلام تھے کہ آپ کا حکم دریاؤں پر بھی چلتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمین پر حکمرانی

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں نقل فرماتے ہیں

کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مدینے شریف میں ایک شدید زلزلہ آیا اور زمین ہلنے لگی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ دیر خدا تعالیٰ جل جلالہٗ کی حمد و ثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ سکتے تھے کہ اے مدینے والو! آیتِ کریمہ پڑھو، سورۂ یٰس پڑھو، توبہ و استغفار کرو کیونکہ زلزلہ گناہوں کی وجہ سے آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ نہ کہا۔

اللہ اکبر! غلامِ مصطفیٰ ﷺ ہو تو ایسا ہو زمین پر حکمرانی ہو تو ایسی ہو آپ رضی اللہ عنہ جلال میں آگئے اور آپ نے اپنا دُرّہ زمین پر مار کر فرمایا کہ "**اقدی الم اعدل علیک قلتقرت من وقتھا**" اے زمین ساکن ہو جا کیا میں نے تیرے اُوپر انصاف نہیں کیا ہے؟ یہ فرماتے ہی فوراً زلزلہ ختم ہو گیا اور زمین ٹھہر گئی۔ (بحوالہ کتاب ازالۃ الخفاء، صفحہ نمبر ۱۷۲، جلد دوم)

علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت کے بعد سے پھر کبھی مدینے شریف کی زمین پر زلزلہ نہیں آیا۔

سورج پر غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کپڑا سی رہے تھے سورج نے گرمی دکھائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورج کو فرمایا محمد ﷺ کے غلاموں سے تیزی تو سورج نے گرمی سمیٹ لی۔ (بحوالہ کتاب بحر العلوم شرح مثنوی ۱۲)

یہ زمین اور سورج کو کس نے بتا دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں یہ تمہیں اشارہ کریں تو رُک جانا۔ وجہ یہی ہے کہ جب بندہ محبوبِ کبریا ﷺ کا سچّا غلام بن جائے تو اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کو اس کا فرمانبردار بنا دیتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دریا پر حکمرانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینے شریف میں کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو لشکر اسلام کی کمان کر سکے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شام کے

محاذ پر مصروفیت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انکار کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متفقہ طور پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فوج کا سپہ سالار نامزد کر دیا۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایران کی فتح پر مامور کیا گیا۔ آپ کے ساتھ چوبیس ہزار کا لشکر تھا اسکے برعکس ساسانی لشکر کی تعداد تین لاکھ سے زائد تھی۔ قادسیہ کے مقام پر جب لشکر اسلام فروکش ہوا تو اس وقت تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔ قادسیہ ایرانیوں کے دارالسلطنت مدائن سے تقریباً میل کے فاصلے پر تھا ایرانی ٹڈی دل لشکر کے سپہ سالار نے یہ فاصلہ چار ماہ میں طے کیا اس کی غرض لڑائی کو محض ٹالنا تھا وہ غلامانِ مصطفی ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کو سن کر پہچان گیا تھا کہ ہم اگرچہ تعداد میں ان سے زیادہ ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے غلام ہم پر ضرور غالب آئیں گے۔

جنگ قادسیہ اسلامی تاریخ کے نشیب و فراز میں بہت اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ میں بیماری کے باوجود جس انداز سے اسلامی لشکر کی کمان کی ،اسکی مثال تاریخِ عالم میں ملنے سے قاصر ہے ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ایرانی فوج کو ایسی شکست سے دوچار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و نجوم کے پجاریوں کے قدم پھر نہ جمنے دیئے اور کسی بھی محاذ پر غلامانِ مصطفی ﷺ کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ مسلم لشکر میں سب سے پہلے شعراء و خطباءِ عرب نے اپنی آتش فشانی سے تمام فوج میں آگ لگا دی۔ بعد از جرأت و شجاعت کے پیکر آگے بڑھے اور تقریباً چار معرکوں کے بعد ان اکڑی ہوئی گردنوں اور فخر سے پھولے ہوئے سینوں کو جھکانے میں کامیاب ہو گئے حالانکہ ان کے مقابلے میں مادی وسائل تقریباً بہت کم رکھتے تھے لیکن اخلاص اور تڑپ ان کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا، زورِ حیدر، فقرِ ابوذر، صدقِ سلیمانی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ کو زیرِ نگیں کرنے کے بعد بابل، کوثر اور بہرہ شہر کو فتح کرتے ہوئے جب دجلہ کے کنارے پہنچے تو اہلِ فارس نے دریائے دجلہ پر موجود پل توڑ دیئے اور سب کشتیاں وغیرہ اُٹھالیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو سارے مجاہدین اسلام کو کودنے کا حکم دیا اور کیوں نہ ہو یہ وہ جماعت تھی جس نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی تھی۔

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا
نبی ﷺ کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

جب سارے مجاہدین دریا میں کودنے کے لئے تیار ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سب کو روک لیا اور کہنے لگے کہ اے جماعتِ مجاہدین! تم یہ نہ سمجھنا کہ سعد تم کو دریا میں کودنے کا حکم دے کر تمہیں مروانا چاہتا ہے؟

سنو! سب سے پہلے دریا میں سعد کا گھوڑا جائے گا پھر تم لوگوں کے گھوڑے جائیں گے یہ کہتے ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے سمیت دریا میں کود پڑے آپ کے پیچھے سارے مجاہدین گھوڑوں سمیت دریا میں کود گئے۔

ڈاکٹر اقبال بول اُٹھے:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

سارا دریا "بسم اللہ مجرھا و مرسھا" کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔ اللہ اکبر! جب غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کا قافلہ گھوڑوں سمیت دریا میں دوڑ رہا تھا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ گھوڑے دریا پر نہیں بلکہ زمین پر دوڑ رہے ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے پانی کی بجائے مٹی

اُڑ رہی تھی۔

اللہ، اللہ تاریخ عرب میں اس دن کا نام یوم الماء رکھا گیا اس خارج از قیاس وعقل حالت کو دیکھ کر ایرانی دیوان آمدند، دیوان آمدند (دیو آگئے، دیو آگئے) کہتے ہوئے جسطرف منہ آیا بھاگ کھڑے ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا بے اختیار زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی جس کا ترجمہ یوں ہے کہ:

''وہ لوگ کتنے ہی باغ اور چشمے (یعنی نہریں) اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور آرام کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے، چھوڑ گئے (یہ قصہ) اس طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سارے مجاہدین کو جمع کر کے فرمایا کہ کیا کسی مجاہد کی کوئی چیز دریا میں گر تو نہیں گئی؟

سارے مجاہدین خاموش تھے ایک غریب مجاہد کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میرا پانی پینے کا کٹورا پانی میں گر گیا ہے یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریا کے قریب جا کر دریا کو مخاطب کرتے ہیں جیسے کوئی انسان دوسرے انسان کو مخاطب کرتا ہے، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ پیالہ تو ہمارے حوالے کر دے۔ یہ معاملہ دیکھ کر سارے مجاہدین حیرت کرتے ہوں گے کہ آج ہمارے سپہ سالار کو کیا ہو گیا ہے؟

فطری بات ہے کہ اگر کوئی دریا کو حکم دے تو سب کو حیرت ہوگی کہ نہ اس کے کان ہیں نہ اس کی زبان ہے پھر بھی آواز لگاتے ہیں آخر کیا بات ہے۔

یکایک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا سارے مجاہدین یہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور حیرت کی انتہا نہ رہی کسی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے عرض کی حضور! یہ دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا کہ ان کا جواب گرہ میں باندھنے کے لائق ہے آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول ﷺ کا حکم ماننا شروع کیا ہے یہ ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔

مدائن سے جس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوا تھا اس سے قبل کسی معرکہ میں نہ ہوا تھا کسی نے اپنے اشعار میں کیا خوب کہا ہے

وا ملنا علی المدائن خیلا

بحرھا من بد من اریضاً

فانتشلنا خذائن المرکسریٰ

یوم ولو اوحاص مناجر یضاً

ترجمہ: ہم نے مدائن پر گھوڑوں کو جھکا دیا کہ مدائن کا دریا ان کا میدان کی طرح خوشنما تفریح کی جگہ تھی۔ پھر ہم نے کسریٰ کے خذانوں کو نکال دیا۔ جب لوگوں نے پشت پھیرا اور کسریٰ مغموم ہو کر ہم سے بھاگا۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور جنگل کے جانور

سنہ ۵۰ھ میں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ افریقہ کے صحراؤں تک اسلام اور انسانیت کا پیغام لیکر پہنچ چکے تھے، دس ہزار مجاہدین کا لشکر جب اس جگہ خیمہ زن ہوا، جہاں بعد میں قیروان کے نام سے ایک شہر آباد ہوا تو اس جگہ جنگل میں غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو ایک فوجی چھاؤنی قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، یہ جگہ خونخوار درندوں، خوفناک سانپوں اور جنگلی جانوروں کا مسکن تھی۔

حضرت عُقبہ بن نافع جو امیرِ لشکر تھے، اس وقت کو خاطر میں لائے بغیر ایمانی قوت سے سرشار جنگل کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے ساکنانِ جنگل کو خطاب کیا جیسے کوئی انسانوں کو مخاطب کر رہا ہو۔

ایتھا الحیات والسباع انا اصحاب رسول اللہ نازلون ھنا، ارحلوا عنا ضمن وجلتاہ بعد ذالک قتلناہ۔ (کامل ابن اثیر، جلد ۳، صفحہ ۴۶۶)

اے سانپو اور درندو! ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے غلام ہیں اور غلامانِ مصطفیٰ ہو کر تم کو

حکم دیتے ہیں کہ یہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جاؤ، کیونکہ ہم یہاں چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں آج کے بعد ہم نے کسی کو بھی دیکھ لیا تو قتل کر دیں گے۔

اس روز وہاں کے مقامی باشندوں نے بھی دیکھا، میری زباں میں یوں سمجھ لیں کہ غلامانِ مصطفی ﷺ کا حکم سنتا تھا کہ سانپ بھی جا رہا تھا، بچھو بھی جا رہا تھا، شیر بھی جا رہا تھا، زہریلے جانور بھی جا رہے تھے یہاں تک کہ جانور اپنے بچے پشتوں پر لاد کر جنگل سے نکل رہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے سارا جنگل خالی ہو گیا یہ حیرت انگیز اور عجیب منظر دیکھ کر وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا شیر سے خطاب

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے حاکم تھے۔ سرکارِ اعظم ﷺ نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو مکتوبِ گرامی دے کر یمن کی طرف روانہ فرمایا یہ جنگل میں راستہ بھول گئے۔ اچانک ایک شیر سامنے آ گیا اور آپ جانتے ہیں کہ شیر کا کام صرف انسان کو کھانا ہے جوں ہی شیر حملے کے لئے سمٹنے لگا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے شیر! میں سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہوں حملہ نہ کر۔ یہ جملہ سنتے ہی شیر کی ساری رعونت اور درندگی کافور ہو گئی اور وہ ایک سدھائے ہوئے کتے کی طرح پاؤں میں لوٹنے لگا اور پھر سیدھے راستے پر لگا کر واپس چلا گیا۔ (بحوالہ: الشفاء فصل، الایات فی ضروب الحیوانات)

یہاں میں اُن لوگوں سے ایک سوال کروں گا جو یہ کہتے ہیں کہ توحید ہی سب کچھ ہے سرکار اعظم ﷺ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا؟

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں صحابی سے بڑھ کر توحید کو کون جان سکتا ہے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو غلام مصطفی ﷺ کہہ کر یہ بتا گئے کہ اے مسلمانو! جس نبی ﷺ کا نام لینے سے مشکل دور ہو جائے اُس ذاتِ پاک مصطفی ﷺ کا کیا عالم ہوگا۔

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے یہ کیوں نہ کہا کہ اے شیر مجھے چھوڑ دے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں؟

بالفرض اگر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ دیتے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تو ضرور شیر یوں کہتا کہ جناب عالی! میں نے آپ سے پہلے جتنے لوگوں کو کھایا وہ کس کے بندے تھے وہ بھی تو اللہ تعالٰی کے بندے تھے۔

اللہ، اللہ قربان جایئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے جواب پر کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میں سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہوں یہ ثابت کرتا ہے کہ حقیقت میں رب جل جلالہ کا بندہ وہی ہے جو سرکارِ اعظم ﷺ کا غلام ہے۔

یَا عِبَادِی کہہ کہ آقا ﷺ نے ہمیں

اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اور عرشِ الٰہی کے نظارے

حارثہ کا ایمان: حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو ان کے من کی دنیا ہی بدل گئی، نور کے سانچے میں ایسے ڈھلے کہ فرشتوں کا بھی دیدار کرنے لگ گئے، ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب سے گزرے، اس وقت آپ کسی اجنبی سے گفتگو میں مصروف تھے، حضرت حارثہ نے اسے نہ پہچانا اور سلام کئے بغیر پاس سے گزر گئے۔ مبادا گفتگو میں خلل پڑے۔ جب واپس آئے تو حضور علیہ السلام نے پوچھا۔

تم نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا تھا؟

عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کسی شخص سے مصروفِ گفتگو تھے، میں نے بیچ میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا، اس لئے خاموشی سے گزر گیا۔ فرمایا! کیا تو نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ عرض کی : ہاں فرمایا! وہ جبرائیل امین تھے، کہہ رہے تھے اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے، یہ بہت نیک اور جوانمرد شخص ہے، عام معرکوں میں حصہ لے چکا ہے اور یہ انہی بہادروں میں سے ہے جو جنگ حنین میں استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے تھے ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آئی تھی۔ قدرت نے ان کی اولاد اور ان کے لئے جنت کا رزق مقدر فرما دیا ہے۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ دربار نبوی ﷺ میں باریاب ہوئے!.....

حضور ﷺ نے پوچھا: "**کیف اصبحت یا حارثة**"

"آج تمہاری قلبی کیفیات اور روحانی وارادات کا کیا عالم ہے؟ کن حالات میں صبح کی ہے؟

عرض کی: میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ مجھے یقین ہے میں مومن برحق ہوں۔ آپ نے پوچھا: "ہر کسی کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی اپنے دعوے کی دلیل پیش کرو"۔

عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں دنیا اور اس کی خواہشوں سے کنارہ کش ہو چکا ہوں رات، بیداری میں اور دن روزے سے گزرتا ہے اور نگاہ کی تیزی اور دور بینی کا یہ عالم ہے۔

"**کانی انظر الی عرش ربی بارزا و کانی انظر الی اهل الجنة یتزاورون فیها والی اهل النار یتعاوون فیها**"۔

"گویا میں اپنے رب تعالیٰ کا عرش علانیہ دیکھ رہا ہوں اور جیسے اہل بہشت کو ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوئے اور اہل دوزخ کو چیختے ہوئے دیکھ رہا ہوں"۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "**هذا عبد نور الله قلبه**"۔ (مفتاح دار السعادہ،۱۶۲)

"یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرما دیا ہے"۔

جس آقا ﷺ کے غلاموں کا یہ عالم ہو تو اُن کے آقا سرکارِ اعظم ﷺ کی بصیرت کا کیا عالم ہوگا۔

غلامِ مصطفیٰ ﷺ کی نورانی بصیرت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کے منبر پر کھڑے ہوکر ایران کے علاقہ نہاوند میں لڑنے والی فوج کے امیر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والے خطرہ سے آگاہ کیا اور اُنہیں افواج کو خطرات سے باہر لانے کی تدابیر بتائیں۔ نہاوند سے مدینہ طیبہ کی مسافت تقریباً پانچ سو فرسخ ہے۔ ہمارے حساب سے جس کے پندرہ سو میل بنتے ہیں۔ انسانی عقل پندرہ سو میل تک انسانی آواز کے پہنچنے کو محال تصور کرتی ہے مگر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد

نبوی کے منبر پر کھڑے ہو کر نہاوند میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز سے خطرات سے متنبہ کر کے اس محال کو ممکن بنا دیا ہے۔

اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے میں رہ کر پندرہ سو میل دور تک نہاوند شہر میں جنگ اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کا پندرہ سو میل دور تک پہنچنا۔

(۳) حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آواز سُنانا۔

یہ نورانی بصیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صرف اور صرف سرکار اعظم ﷺ کی غلامی کے طفیل نصیب ہوئی۔

اس واقعہ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جس آقا ﷺ کے غلاموں کی بصیرت کا یہ عالم ہو تو سرکار اعظم ﷺ کی بصارت کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت عُمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ اور جانوروں میں محبت

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا دور تاریخ کا سنہری باب ہے آپ علیہ الرحمہ کے انصاف کے دور دور تک چرچے تھے لوگ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عدل و انصاف کی مثالیں دیا کرتے تھے۔ شیر جو کہ بکری کو دیکھتے ہی جھپٹتا ہے اور آناً فاناً میں بکری کو ہضم کر جاتا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے دور میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنین! یہ شیر جو کہ بکری کا کام تمام کر دیتا ہے لیکن یہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے دورِ حکومت میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پیتے ہیں۔ اللہ اللہ، آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے دوستی کر لی ہے ان جانوروں نے بھی آپس میں دوستی کر لی ہے۔

اللہ اکبر! جب بندے کو اللہ تعالیٰ سے سچی محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کا محب بنا دیتا ہے یہ وہ عظمت ہے جو صرف اور صرف سرکار اعظم ﷺ کی سچی غلامی سے نصیب ہوتی ہے۔

سرکارِ اعظم ﷺ نے مُنہ چوم لیا

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمہ اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ حضرت محمد بن سعد علیہ الرحمہ سونے سے پہلے ایک مقررہ تعداد میں درود پاک پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک رات سرکارِ اعظم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے گھر کو منور فرمایا ہے اور مجھ سے فرمارہے ہیں ''اپنا مُنہ قریب کر جس سے تو مجھ پر درود بھیجا کرتا ہے تاکہ میں اس پر بوسہ دوں''۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی شرم آئی۔
میں اپنا مُنہ سرکارِ اعظم ﷺ کے دہن مبارک کے قریب کیسے کروں؟ پس میں اپنا رُخسار (گال) آپ ﷺ کے مُنہ مبارک کے قریب لے گیا۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا سارا گھر مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور آٹھ دن تک معطر رہا اور میرے رُخسار سے بھی آٹھ دن تک خوشبو آتی رہی۔ (بحوالہ جذب القلوب)

سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو انعام

مناقب الغوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ میں نقل کیا گیا ہے کہ تاجدارِ بغداد پیرِ لاثانی قطبِ ربانی حضرتِ سیدنا حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنے چند مُریدین کے ساتھ عراق کے کُردستانی علاقہ میں نیکی کی دعوت کیلئے تشریف لے گئے۔ یہ پوری بستی کئی لاکھ افراد پر مشتمل تھی اور اُن کا مذہب عیسائیت تھا۔ طبیعت کے لحاظ سے بہت سخت قوم تھی۔ اسلام کا پیغام آنے کے باوجود سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی اُس قوم کے لوگ عیسائیت پر قائم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو دعوت دی۔ آپ کی اس دعوتِ اسلامی پر اُن کا ایک پادری سامنے آیا۔ اور وہ اُس قوم کا بہت بڑا عالم مانا جاتا تھا۔ وہ کچھ عرصہ بغداد شریف اور مصر میں بھی رہ چکا تھا۔ اُس نے مسلمان

عُلمائے کرام سے کچھ حدیثیں بھی سُن رکھی تھیں۔آپ رضی اللہ عنہ سے مُخاطب ہوکر کہنے لگا، کیا

آپ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''عُلماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل''

ترجمہ: ''میری اُمّت کے عُلماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہوں گے''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم کو اِس میں شک ہے؟ وہ کہنے لگا،

حضرت سیدنا عیسیٰ روحُ اللہ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔اُن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مُعجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کردیتے تھے۔اب اِس حدیث کی رُو سے آپ کے نبی ﷺ کی اُمّت کے عُلمائے کرام میں سے آپ رضی اللہ عنہ ہیں۔لہٰذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہوئے۔وہ تو ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کردیتے تھے تو ہم تو جب جانیں کہ آپ بھی مُردہ کو زندہ کر کے دِکھائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: بِلاشُبہ ہمارے آقا ﷺ کی اُمّت کے عُلمائے رَبّانیین یعنی اولیاء اللہ کی شان یہی ہے۔یہ تو کوئی مُشکل بات نہیں، تم کون سے مُردہ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو؟

چُنانچہ قریب ہی ایک قبرستان میں آپ اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔اُنہوں نے ایک پُرانی سی قبر کی طرف اِشارہ کر کے کہا، کہ اِس مُردہ کو زِندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔آپ اُس قبر کے قریب تشریف لے گئے اور آپ نے اس قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''قُم بـاذنِ الله''

یعنی ''اللہ کے حُکم سے اُٹھ''

فوراً ہی قبر شق ہوئی اور مُردہ باہر سر نکال کر کھڑا ہوگیا اور آپ کی خِدمت میں السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگا ''کیا قیامت آگئی؟''

آپ نے فرمایا نہیں۔یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا ہے اب بتا تُو کس کا آدمی ہے۔وہ کہنے لگا،

''میں حضرت سیدنا دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوں اور اُنہیں کے مذہب پر مجھے موت آئی۔میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مُبارک زمانہ سے بھی بہت پہلے کے دور سے تعلق رکھتا ہوں''۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو ہمارے دینِ پاک کی حدیثِ مبارک کے سلسلہ میں یہ صداقت دکھائی تھی اور وہ حدیث غوث پاک نے ارشاد فرمائی۔ یہ سن کر اُس نے عرض کی ''یہ حدیثِ مُبارک برحق ہے، دینِ اسلام حق ہے، تمام انبیاء علیہم السلام اسی دین کی بشارت دیتے رہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا ''اچھا تم واپس قبر میں چلے جاؤ، تمہیں قیامت تک وہیں رہنا ہے''۔ وہ قبر میں واپس چلا گیا۔ اور قبر حُکمِ الٰہی سے بند ہوگئی۔

آپ کی یہ شانِ کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اُس کی ساری قوم جو کئی لاکھ پر مُشتمل تھی، علاوہ چند گھرانوں کے سب کی سب مُسلمان ہوگئی۔ اور یہ ایسی جنگجو قوم تھی کہ جس سے آس پاس کے مُسلمان سُلاطین بھی جنگ وجدل کے خطرات سے دوچار ہی رہتے تھے۔ فوجی طاقت کے ذریعے اس قوم کو زیر کرنا آسان نہ تھا۔ عباسی حُکمران بھی اسی قوم کے ہاتھوں تنگ تھے۔ مگر شہنشاہِ بغداد حُضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی رُوحانی کرامت نے انہیں اسلام کی صداقت کا ایسا عملی ثبوت دیا کہ وہ ساری کی ساری کئی لاکھ پر مشتمل نصرانی قوم حلقہ بگوش اسلام ہوگئی۔

قلبِ مُردہ کو بھی ٹھوکر سے جلا دو مُرشد
تم نے ٹھوکر سے ہے مُردوں کو جلایا یا غوث

مُصنف مناقب الغوث الاعظم مزید آگے فرماتے ہیں، اس کے بعد اس قوم میں سے ایسے مجاہدین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ اُن میں سے ایک فاتح، مُجاہد اسلام حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کُرد قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد بھی اُسی دوران اپنی برادری کے ساتھ مُسلمان ہوکر حضور غوث پاک سے بیعت ہوئے تھے۔ اور بعد میں مُلک شام کے زنگی سلاطین کے بہت بڑے فوجی جرنیل بنے۔

ایک بار بغدادِ مُعلّی حاضر ہوکر اپنے دس سالہ بیٹے حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں پیش کردیا اور عرض کی، یا حضرت! اس بچے کے سَر پر اپنا نُورانی ہاتھ رکھ دیں اور اس کے لئے دُعا فرمادیں کہ یہ اسلام کا عظیم مُجاہد اور فاتح بنے۔ چُنانچہ حُضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس بچے کے سر پر دستِ مُبارک پھیرا۔ اور دُعا فرمائی اور پھر ارشاد

فرمایا، کہ یہ بچہ تاریخِ عالم کی ایک عظیم نامور شخصیت ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلام کی فتح کرائے گا۔

چنانچہ پھر دُنیا نے دیکھا کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی جو سلطان نورالدین زنگی کی افواج میں ترقی پا کر جرنیل بنے۔ اور پھر صلیبی جنگوں کے دوران سلطان کی اچانک وفات کے بعد سُلطان بنائے گئے اور پھر سلطان بن جانے کے بعد حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے وہ تاریخ اسلام کا زرین باب ہیں۔

صلیبی جنگوں میں بیت المقدس کی تاریخی فتح اُنہی کے ہاتھ سے ہوئی۔ اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر بھی ان کی مُجاہدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ میں سارے یورپ کو ہرا دیا۔ اور یہ سب کچھ تاجدارِ بغداد حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان کرامت اور دُعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اور اب بھی بغدادِ مُعلّٰی کی پُرنُور فضاؤں سے آپ کا فیض پُوری دُنیا میں جاری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت دُنیا میں آپ کا فیض جاری وساری رہے گا۔

مزرعِ چشت و بُخارا عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

یہی حضرت سُلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ جب بیت المقدس کو فتح کرنے کیلئے نکلے تو ان کے ساتھ جذبہ ایمانی اور جذبہ جہاد سے سرشار ستر ہزار فوج تھی جنگ سے ایک دن پہلے حضرت نے سترہ ہزار افواج سے خطاب کیا:

”اے مجاہدو! یہاں سے مصر بہت دور ہے مگر جنت قریب ہے اگر اب بھی کسی کو مصر جانا ہے تو وہ مصر چلا جائے اور جسے جہاد کرنا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے“۔

اللہ اللہ یہ سُننا تھا کہ ساری کی ساری فوج نے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی آواز پر

لبیک کہا۔

مسلمانوں کی جذبہ جہاد سے سرشار ستر ہزار فوج نے تین لاکھ یہودیوں کو جہنم رسید کیا۔ آخر کار مسلمانوں نے بیت المقدس فتح کرلیا یہ وہ بیت المقدس ہے جہاں سے سرکار اعظم ﷺ کا سفر معراج شروع ہوا۔

اسلامی تاریخ کے اعتبار سے سفر معراج کی شب رجب کے مہینے کی ستائیسویں رات ہے اور اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی غلامی کی بدولت یہ انعام دیا کہ جس دن حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا اُسی دن رجب کے مہینے کی چھبیس تاریخ تھی۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو سرکار ﷺ کی غلامی پر انعام

شہزادہ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنت حُضور مُفتی اعظم ہند شاہ محمد مُصطفےٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ رات ایک بجکر چالیس منٹ پر بریلی شریف میں وِصال ہوا۔ بعد وصال آپ کے چہرہ زیبا پر آثارِ تبسم تھے اور آپ حضرتِ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دواشعار کے مصداق تھے۔

یاد داری کہ وقت زادن تو	ہمہ خنداں بُو دند تو گریاں
آں چُناں زی کہ وقت رفتن تو	ہمہ گریاں بُو دند تو خنداں

ترجمہ: اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تُو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تُو رو رہا تھا۔ لیکن وقتِ رخصت (موت) تیری شان یہ ہونی چاہئے کہ تُو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیل القدر محدثین مفسرین اور مشائخ اور خاندان کی موجودگی میں حُضور مُفتی اعظم ہند کو غسل دیا جا رہا تھا تمام ملبُوسات اُتار لئے گئے اور ایک چادر آپ کے جسم مُبارک پر ڈال دی گئی اچانک ہوا چلی اور جسمِ اطہر پر پڑی ہوئی چادرِ مُبارک ہوا کی وجہ سے ہلنے لگی۔ قریب تھا کہ بے پردگی ہو جاتی۔ حُضور مُفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اُٹھا جس کو تمام حاضرین نے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ حُضور مُفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

نے اس اُڑنے اور کھسکنے والی چادر کو انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی کی گرفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مُبارک نیچے آگیا اور جسم مبارک پہ چادر تن گئی اور آپ نے تا فراغت غسل چادر کو اپنے دست مبارک سے نہ چھوڑا۔ جب کفن زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دست پاک سے چھوڑ دی۔

(ماہنامہ ''استقامت'' کانپور رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مفتی اعظم ہند نمبر)

حضرت ابراهیم بن ادهم علیه الرحمه کی مچھلیوں پر حکومت

حضرت ابراهیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بادشاہ تھے اور وسیع سلطنت کے مالک تھے۔ آپ کی بڑی ہی ٹھاٹھ کی زندگی تھی۔ جب آپ سوار ہوتے تھے تو آپ کے خدام چالیس ڈھالیں سونے کی اور چالیس گرز (ہتھوڑے) سونے کے آپ کے آگے اور پیچھے لے کر چلتے تھے۔ ایک رات آپ اپنے شاہی بستر پر سو رہے تھے۔ تو آدھی رات کے وقت آپ کو چھت پر آہٹ معلوم ہوئی۔ آپ نے آواز دے کر پوچھا کہ چھت پر کون ہے؟ کسی نے جواب دیا کہ میرا اُونٹ کھو گیا ہے، میں اپنا اُونٹ تلاش کر رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کہ اُونٹ کا چھت پر کیا کام، کیا کبھی اُونٹ چھت پر بھی ملا ہے؟ کسی نے جواب دیا'' اے غافل! تُو اللہ تعالیٰ کو اطلسی لباس، نرم نرم بستر اور شاہی تخت پر خدا کو تلاش کرنا کون سی دانائی ہے؟ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ پر اس غیبی آواز کا بے حد اثر ہوا۔ دِل چوٹ کھا کر رہ گیا۔

صُبح جب آپ اپنے تختِ شاہی پر بیٹھے اور دربار عام ہو رہا تھا تو ایک اجنبی دربار میں داخل ہوا۔ اُس نوارد کا کچھ ایسا رعب و دبدبہ تھا کہ اُسے اندر داخل ہوتے ہوئے کوئی روک نہ سکا۔ یہ اجنبی جب دربار میں داخل ہوا تو کہنے لگا کہ یہ مُسافر خانہ مجھے پسند نہیں! بادشاہ بولا کہ یہ مسافر خانہ کب ہے، یہ تو میرا محل ہے۔

اُس اجنبی نے پوچھا کہ یہ بتایئے کہ آپ سے پہلے یہ محل کس کے پاس تھا؟ بادشاہ بولا، میرے والد صاحب کے پاس۔ اجنبی نے پوچھا، اور آپ کے والد صاحب سے پہلے یہ محل

کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ نے جواب دیا، میرے دادا جان کے پاس۔ اَجنبی نے پوچھا، آپ کے دادا جان سے پہلے کِس کے پاس تھا؟ بادشاہ نے جواب دیا، میرے دادا جان کے والِد صاحب کے پاس۔ اَجنبی نے کہا تو گویا آپ سے پہلے اِس میں آپ کے والد رہتے تھے اور آپ کے والِد سے پہلے آپ کے دادا اس میں رہتے تھے اور آپ کے دادا سے پہلے اُن کے والِد اس میں رہتے تھے۔ تو عالی جاہ! آپ خود ہی فرمایئے کہ مُسافر خانہ اور کس کو کہتے ہیں؟ مُسافر خانہ وُہی تو ہوتا ہے جس میں ایک جائے اور دُوسرا آئے۔ یہ کہہ کر وہ اَجنبی باہر نکل گیا۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل پر سخت چوٹ لگی۔ وہ لرز گئے اور تخت سے اُترے اور اُس اَجنبی کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ اُسے پالیا۔ اور اُس سے دریافت کیا، آپ کون ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ میں خضر علیہ السلام ہوں۔ حضرتِ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے دِل پر اِن واقعات کا ایک گہرا اثر ہوا۔ اور دُنیوی سلطنت کو خیر باد کہہ دیا۔

آپ نو سال تک ایک غار میں مُجاہدے اور رِیاضتیں کرتے رہے۔ حتّٰی کہ آسمانِ ولایت کے ایک درخشندہ سِتارے بن کر چمکے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا یہی واقِعہ لکھ کر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ دریا کے کِنارے بیٹھے اپنے ہاتھ سے اپنا لباس سی رہے تھے کہ وہاں سے ایک اَمیر آدمی کا گُزر ہوا اُس امیر آدمی نے آپ کو جب اِس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنا لِباس سی رہے ہیں۔ تو دِ ل میں کہنے لگا کہ انہوں نے سَلطنت چھوڑ کر اِس فقیری میں کیا حاصِل کیا؟ حضرت ابرہیم رحمۃ اللہ علیہ اُس کے اِس خیال پر مُطّلع ہوگئے۔ اور آپ نے جھٹ اپنے ہاتھ کی سُوئی دریا میں ڈال دی اور پھر بُلند آواز سے نعرہ لگایا اور فرمایا، ”اے مچھلیو! میری سُوئی مجھے واپس لادو“۔ اُس اَمیر نے جب یہ واقعہ دیکھا تو مُتعجب ہوا اور سوچنے لگا کہ اِتنے بڑے دریا میں پھینکی ہوئی چھوٹی سی سُوئی بھلا واپس کیسے مِل سکتی ہے؟ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں ماہیٔ اللہ ییے — سُوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے
رُو برآوردند از دریائے حق — کہ بگیر اے شیخ سُوزن ہائے حق

یعنی ہزاروں مچھلیاں اپنے اپنے مُنہ میں ایک ایک سونے کی سُوئی لئے ہوئے دریا سے باہر نکل آئیں ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ سونے کی سُوئیاں نہیں چاہئیں ۔ مجھے تو اپنی سُوئی چاہئے ۔چنانچہ پھر ایک چھوٹی مچھلی اپنے مُنہ میں آپ کی سُوئی پکڑے ہوئے لائی اور آپ کے آگے ڈال دی ۔اُس اُمیر آدمی نے جب یہ کرامت دیکھ لی تو حیران رہ گیا۔حضرتِ ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے اُس اُمیر سے جو کچھ فرمایا اس کو مولینا رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں فرماتے ہیں۔

رُو بِرُ دکردہ بگفتش اے اُمیر! مُلکِ حق بہ یا چُنیں مُلکِ فقیر

آپ نے اُس اُمیر کی طرف توجہ فرما کر کہا کہ بتاؤ مجھے وہ حکومت اچھی تھی یا یہ حکومت؟

(تذکرۃ الاولیاء ومثنوی شریف)

مطلب یہ کہ جب میں بادشاہ تھا تو صرف انسانوں پر حکومت کرتا تھا لیکن اب میری حکومت سمندر کی مچھلیوں پر بھی ہے اب تو بتا وہ حکومت اعلیٰ تھی یا یہ حکومت بہتر ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ اور بزرگ

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ایک ولی کامل اور عاشقِ رسول ﷺ بزرگ تھے آپ کی ایمان افروز نصیحتیں جنہیں پڑھ کر مسلمانوں کے دلوں میں یادِ الٰہی عزوجل اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ایک مرتبہ ایک جنگل سے گزر رہے تھے آگے چلتے ہوئے آپ نے دور سے ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ شیر کے اُوپر سوار ہوکر تشریف لا رہے ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک دُرّا ہے جس سے وہ شیر کو مارتے ہیں۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب وہ بُزرگ میرے قریب آئے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جسے میں چمڑے یا کپڑے کا دُرّا سمجھ رہا تھا وہ دُرّا نہیں بلکہ سانپ تھا۔

اُن بُزرگ نے سانپ کو ہاتھ میں لپیٹ کر رکھا تھا اور شیر کو مارنے کے لئے استعمال کرتے تھے میں نے اُن بُزرگ سے پوچھا کہ حضور! یہ کیا ماجرا ہے یہ شیر جنگل کا سب سے خطرناک چیر

پھاڑ کرنے والا جانور اور سانپ سب سے زہریلا جانور جو ایک ڈنک مارے تو آدمی ہلاک ہوجائے۔ کیا آپ اِن جانوروں سے نہیں ڈرتے؟

اللہ، اللہ، خوفِ خدا عزوجل ہو تو ایسا ہو، اطاعتِ رسول ﷺ ہو تو ایسی ہو اُن بزرگ نے فرمایا کہ اے سعدی! جب سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈرنا شروع کیا ہے یہ سارے کے سارے جنگل کے جانور مجھ سے ڈرتے ہیں یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

اے سعدی! تو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ڈرنا شروع کردے یہ کائنات پھر تجھ سے ڈرے گی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر ناز

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت عظیم المرتبت شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ہستی وہ عظیم ہستی ہے جنہوں نے اپنی ساری عمر حضور ﷺ کی شان وعظمت کا ڈنکا بجانے میں گزار دی۔

- آپ علیہ الرحمہ کا بچپن بھی بے مثال، آپ کی جوانی بھی بے مثال، آپ کا بڑھاپا بھی شیر کی طرح تھا۔ جو حضور ﷺ کی غلامی میں ایسا نڈر کہ ہر آنے والے فتنوں کا قلع قمع کیا۔ آپ علیہ الرحمہ کی یہ شان تھی کہ اگر ایک سوال بھی کوئی حضور علیہ السلام کی ذات پر اُٹھاتا اس ایک سوال کے جواب میں آپ علیہ الرحمہ کتابوں کی کتابیں لکھ ڈالتے۔

آپ کی خدمات میں محبوب کریم ﷺ کی وہ نعتیں جو آدمی پڑھے تو اس کی آنکھوں سے عشق کے آنسو رواں ہو جائیں تو خود لکھنے والے اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا کیا مقام ہوگا۔

آپ علیہ الرحمہ نے سینکڑوں نعتیں لکھیں، قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا ترجمہ کنزالایمان کے نام سے فرمایا جو اپنے اندر عشق کا سمندر رکھتا ہے آپ کے ہزاروں فتاویٰ پر مبنی فتاویٰ رضویہ بھی ایک عظیم کارنامہ ہے اس کے علاوہ ایک ہزار سے زائد تصانیف بھی علم کا سمندر ہیں۔

مگر اللہ اکبر، کبھی اپنے کلام پر ناز نہ کیا، کبھی ترجمۂ قرآن پر ناز نہ کیا، کبھی فتاویٰ رضویہ لکھنے پر

ناز نہ کیا، کبھی سینکڑوں کتابوں پر ناز نہ کیا اگر ناز کیا تو صرف محبوب کریم ﷺ کی سچی غلامی پر ناز کیا۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ ﷺ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

محبوب کریم ﷺ کی سچی غلامی اُن کے عشق پر اس قدر ناز تھا کہ وہ عشق اور غلامی کو اپنی زندگی کا معیار سمجھتے تھے۔

دوسری جگہ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

کیا مطلب کہ حضور ﷺ کی غلامی یہ وہ چراغ ہے کہ جو اندھیری قبر کا چراغ ہے جو اسے اپناتا ہے وہ قبر کو روشن کرتا ہے اپنی عاقبت کو سنوارتا ہے اپنا ٹھکانہ جنت بناتا ہے۔

لمحہ فکریہ!

یہی وہ غلامی ہے کہ جسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنایا تو اُنہوں نے ساری دنیا پر حکومت کی جسے بُزرگانِ دین نے اپنایا تو اُنہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔ دنیا پر حکومت کوئی بڑی بات نہیں، لوگوں پر حکومت کوئی بڑی بات نہیں، تخت وتاج کوئی بڑی بات نہیں، مال و دولت کوئی بڑی بات نہیں۔

اصل میں جو دولت ہے وہ حضور ﷺ کی سچی غلامی کی دولت ہے جسے کوئی اپناتا ہے تو وہ لوگوں کے دِلوں پر حکومت کرتا ہے چاند وسورج پر حکومت کرتا ہے، ہواؤں پر حکومت کرتا ہے، سمندر کی مچھلیوں پر حکومت کرتا ہے یہاں تک کہ ساری دنیا پھر اس کے تابع ہوجاتی ہے۔

مگر افسوس آج ہم نے حضور ﷺ کی غلامی کو پسِ پُشت ڈال دیا اسی لئے آج ہم پستی کا شکار ہوگئے ہم روز بروز پستی میں جارہے ہیں ہماری عزت وشان ختم ہوتی جارہی ہے ہم نے

محبوب کریم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ کر انگریزوں کے طریقوں کو اپنا لیا ہے، غیروں کے فیشن کو اپنا لیا ہے ہمیں حضور ﷺ کی غلامی میں زندگی گزارنے میں شرم محسوس ہوتی ہے یہ اس لئے کہ آج ہم نے حضور ﷺ سے رشتہ توڑ لیا کل جو ہماری حضور ﷺ سے وابستگی تھی آج وہ کمزور پڑ گئی ہے۔

آج کے والدین ایسے ہیں کہ اگر بچہ محبوب کریم ﷺ کے طریقوں کو اپنائے اُن کی غلامی میں زندگی گزارے تو اُسے اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اور اگر بچہ پینٹ شرٹ اور ٹائی باندھ کر آجائے تو اسے کہتے ہیں کہ دیکھو آج ہمارا بیٹا کتنا ہوشیار لگتا ہے ہمارا بیٹا پکا انگریز لگتا ہے۔

مسلمانوں! یاد رکھو آج اگر ہم نے اپنی حالت کو نہ سُدھارا تو یہ ہماری اولادیں ہمیں ماریں گی کل ہمیں دھکے دے کر اپنے گھروں سے نکال دیں گی ہمیں بے وقوف سمجھیں گی اس لئے ہم اپنی اولادوں کو محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی کی طرف رغبت دلانی ہوگی یہی ہمارا ہتھیار ہے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے پاس ایسی کونسی طاقت ہے کہ فتوحات کا تانتا باندھ رکھا ہے اور ہر کسی کو چیلنج کرتے ہیں کہ تو بھی آجا، تو بھی آجا؟ یعنی آج کل کی زبان میں یوں سمجھ لیں کہ وہ کون سا میزائیل ہے، وہ کون سا ایٹم بم ہے کہ ہر کسی سُپر پاور کو چیلنج کیا ہوا ہے؟

اللہ، اللہ غلامی ہو تو ایسی ہو، اپنے آقا ﷺ کا غلام ہو تو ایسا ہو ایسا عمدہ جواب دیا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو ایک پیغام دے دیا کہ اے کُفّار و مشرکین! ہماری طاقت کا راز سنو ہماری طاقت کا راز یہ ہے کہ تمہارے بادشاہوں نے تمہیں زندگی سے محبت کرنا سکھایا ہے اور ہمارے محبوب کریم ﷺ نے ہمیں موت سے محبت کرنا سکھایا ہے اور جس شخص کو موت سے محبت ہو جائے وہ ناقابلِ تسخیر انسان بن جاتا ہے۔

آج ہمیں زندگی سے محبت ہوگئی ہے؟ کیوں کہ ہم نے محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی کو چھوڑ دیا ہے آج ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے غلام ہیں مگر عمل بالکل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے بیکار ہو جاتا ہے۔

نمازیں ہم نے چھوڑ دیں، روزے ہم چھوڑتے ہیں، سنتوں پر عمل ہم نہیں کرتے، غیروں

کے طریقوں اور فیشن کو ہم اپناتے ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے غلام ہیں۔

دوسری طرف ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا نے مسلمانوں کو حضور ﷺ کی غلامی سے دور کر دیا ہے آج ہم اور ہماری بہنیں سب ان کاموں میں مُبتلا ہیں اس لئے گلی گلی بربادی نظر آ رہی ہے کوئی کہتا ہے کہ میری جوان بیٹی فلاں لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی؟ میری بیٹی کی پسند سے شادی نہ کروائی اس لئے اس نے زہر پی لیا، عورتوں کا لباس ایسا لگے کہ پہننا نہ پہننا برابر ہے۔ ہماری شرم وحیا کے جنازے نکل گئے ہماری غیرت کا انتقال ہوگیا ایسا لگتا ہے ہم کسی اسلامی ملک میں نہیں بلکہ کسی انگریز ملک میں رہتے ہیں جتنی تباہی انگریز نے سو سال میں نہیں پھیلائی اس نے دس سالوں میں وی سی آر اور ڈش انٹینا کے ذریعے پھیلائی ہے ہمارا نوجوان بھری جوانی میں بوڑھا ہو جاتا ہے، اسکی جوانی برباد ہوگئی ہے، اس کی ذات آج شادی کے قابل بھی نہیں اپنے ہاتھوں سے خود کو برباد کر دیا۔

اے مسلمانو! آج انگریز کامیاب ہوگیا یہود و نصاریٰ کامیاب ہوگئے وہ آج آرام سے بیٹھے ہیں مسلمانوں کو ان غلط چکروں میں ڈال کر وہ آرام سے سو رہے ہیں اُنہیں معلوم ہے کہ اب مسلمان خود بخود برباد ہوتا جائے گا اسے کسی بندوق سے مارنے کی ضرورت نہیں، اسے کسی ایٹم بم سے مارنے کی ضرورت نہیں، اسے کسی بھوک اور افلاس سے مارنے کی ضرورت نہیں اس کے اندر شیطانی ہوس ڈال دو اسے بے حیائی کے کاموں میں لگا کر حضور ﷺ سے وابستگی چھڑ والو اور آج وہ کامیاب ہوگیا ہے۔

اے میرے بھائیو! اب بھی کچھ نہیں بگڑا، اب بھی وقت باقی ہے کہیں وہ وقت نہ آ جائے کہ یہ لوگ ہم پر مُسلّط ہو جائیں ہمیں اپنا غلام نہ بنالیں، اگر اب بھی ہم نہ سُدھرے تو بد مذہب ہماری داستان مٹا دیں گے کیونکہ ان کا مشن ہے کہ مسلمانوں کے جسم سے روح نکال دو وہ روح حضور ﷺ کی سچّی غلامی، اُن سے عشق، اُن سے سچّی وابستگی ہے وہ نکال دو یہ بے جان ہو جائیں گے یہ کھوکھلے ہو جائیں گے۔

آج پوری دنیا کے مسلمان بربادی کے دوراہے پر کھڑے ہیں ہمیں پوری دنیا میں مارا جا رہا ہے، پوری دنیا میں کاٹا جا رہا ہے، کشمیر میں ہمیں مارا جا رہا ہے، ہماری ماؤں بہنوں کی بے حرمتی کی

جا رہی ہے، افغانستان میں مسلمانوں کا قتلِ عام جاری ہے، عراق کو لہولہان کیا جا رہا ہے، عراقی بچے ہزاروں کی تعداد میں دوائیاں نہ ملنے کے باعث مر رہے ہیں، چیچنیا میں ہم پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، فلسطین میں ہمارے نوجوانوں کو خون سے نہلایا جا رہا ہے مگر افسوس کہ ہم بدعملی کا شکار ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ کی غلامی چھوڑنے کی وجہ سے ہم پر یہ وقت آ پہنچا۔

مسلمانو! آج سے ہم سب ملکر عہد کریں کہ زندگی گزرے گی تو فقط محبوب کریم ﷺ کی غلامی میں اور سر کٹائیں گے تو وہ بھی حضور ﷺ کی غلامی میں کٹائیں گے۔

ہم اپنی غلامی کو سنتوں پر عمل کر کے ثابت کریں ہمارا لباس حضور ﷺ کی سُنّت کے مطابق ہونا چاہئے، ہمیں اپنا چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سب کا سب سنتِ رسول ﷺ کے مطابق کرنا ہوگا تو وہ وقت آئے گا کہ جب ہم گزاریں گے تو لوگ کہیں گے دیکھو! محبوب ﷺ کا غلام جا رہا ہے ہماری کھوئی ہوئی عزت دوبارہ لوٹ آئے گی۔ ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا بدعملی والے کام سب کے سب ہمیں چھوڑنے ہوں گے۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خوش اخلاقی ان ہتھیاروں کو کسی صورت نہیں چھوڑنا ہے ہم خود اس پر عمل نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی طرف راغب کریں ورنہ اگر ہم عمل کرتے رہے اور دوسروں کو اپنی اولادوں کو اپنے گھر والوں کو اس کی دعوت نہ دی تو یہ بھی ہمارے اوپر وبال بنے گا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود بھی محبوب کریم ﷺ کی غلامی میں زندگی گزاریں اور اپنی اولادوں، گھر والوں اور دوستوں کو بھی اس کی دعوت دیں یہی وہ کام ہے جو مشائخ نے انجام دیئے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل ہم سب کو گناہوں سے بچا کر اپنے حبیب ﷺ کی غلامی میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسروں کو بھی یہ دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین، ثم آمین، بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

میں غلام مصطفیٰ ﷺ ہوں میری عظمتیں نہ پوچھو
مجھے دیکھ کر جہنم کو بھی آ گیا پسینہ

خادمِ اہلسنّت مولانا **محمد شہزاد قادری ترابی** صاحب

کی مختلف موضوعات پر تالیفات

کتاب کا نام	ہدیہ	کتاب کا نام	ہدیہ
بیانِ حق	11	ایمان کی کسوٹی	11
قادیانیت یعنی شیطانیت	14	صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقانیت	28
طبیبِ اعظم ﷺ اور بیماریوں کے علاج	14	خاصانِ خدا اور کلمۃ الحق	20
درود و سلام پڑھنے والے ایک سائے تلے	14	شریعتِ محمدی ﷺ کے فقہی مسائل	50
قرآن کی حقانیت اور سائنس	18	سرکارِ اعظم ﷺ کی سنتیں اور جدید سائنس	18
گناہوں کی تباہ کاریاں اور سائنسی انکشافات	18	مساجد پر قبضے اور فکر انگیز داستان	16
مجاہدینِ اسلام اور جذبہ جہاد	14	دکھ درد اور بیماریوں کا علاج	16
کڑوا سچ (مکمل چھ حصے)	45	صراط الابرار (مکمل تین حصے)	40
فساد کی جڑیں	28	تحریک آزادی ہند میں علماءِ اہلسنت کا کردار	18
سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام	18	سنتِ مصطفیٰ ﷺ اور جدید سائنس	90
فرائض سنن اور نوافل کا ثبوت	20	قرآن کریم اور سوء عقائد	35

یہ تمام کتب **مکتبہ فیضان اشرف** نزد شہید مسجد کھارادر کراچی سے

رعایتی ہدیے پر منگوا سکتے ہیں۔

مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔